تاثرات

ہمارے ملک میں روز افزوں تعلیمی انحطاط پریشان کن صورت اختیار کرتا جارہا ہے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس امر پہ بجا طور سے اظہار تشویش کیا ہے کہ تعلیمی سہولتوں میں اضافہ ہوجانے کے باوجود تعلیمی معیار برابر گرتا جارہا ہے اور غیر ممالک میں پاکستانی یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کی وقعت کم ہوگئی ہے۔ یہ ایک اہم قومی مسئلہ ہے جس کا ملک کی تعمیر و ترقی اور نئی نسل کے مستقبل سے نہایت گہرا تعلق ہے اور ماہرین تعلیم اور ارباب فکر و دانش پر بطور خاص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس تعلیمی انحطاط کے اسباب معلوم اور دور کرنے کی کوششوں میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔

کسی ملک کے نظام تعلیم میں اس کے مقاصد تعلیم کو اولین اہمیت حاصل ہوتی ہے جن کا تعین اس ملک کے حالات و ضروریات اور اساسی نظریات کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انہی مقاصد کے مطابق نظام تعلیم تشکیل دیا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اپنے سامراجی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک نظام تعلیم نافذ کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ضرورت اس بات کی تھی کہ اس نظام کو یکسر ختم کر دیا جاتا اور یہاں کے مخصوص حالات و ضروریات اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ مقاصد تعلیم کا تعین کر کے اس کے مطابق نیا تعلیمی نظام قائم کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور محض کلرک پیدا کرنے والا پرانا نظام تعلیم بدستور نافذ رہا۔ تعلیمی اصلاحات کے نام سے کچھ ترمیمیں ضرور کی گئیں لیکن اصل ڈھانچہ برقرار رہا اور ایسی متعدد تجاویز جن سے مفید اور دوررس نتائج کی توقع کی جا سکتی تھی شرمندۂ عمل نہ ہوئیں۔

ہمارے یہاں جو تعلیم دی جاتی ہے اس کی نوعیت بنیادی طور پر نظریاتی اور ثقافتی ہے اور فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم بہت ہی محدود ہے جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ زرعی ملک ہونے کے باوجود یہاں مختلف سطحوں پر زراعت کی تعلیم کا انتظام نہ ہونے کے برابر ہے اور انجنیرنگ، طب، مختلف صنعتوں اور پیشوں کی تعلیم بھی نہایت محدود ہے لیکن عام ثقافتی تعلیم دینے والی درسگاہیں بڑی تعداد میں ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ طلبا عام درسگاہوں میں داخلہ لینے پر مجبور ہیں اور یہ صورت حال ایسی ہے کہ ان کو داخل کرنے میں زیادہ سختی بھی نہیں برتی جا سکتی۔ چنانچہ یونیورسٹیوں میں بڑی تعداد ایسے طلبا کی داخل ہوتی ہے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی پوری صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور ہر جماعت میں طلبا اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ان کی علمی قابلیت بڑھانے کے لئے ان پر

پوری توجہ نہیں کی جا سکتی۔ نیز ان کے لیے اچھے اساتذہ فراہم کرنا بھی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ طریقۂ تعلیم اور نظامِ امتحانات اس قدر ناقص ہیں کہ طلبا میں نہ حصولِ علم کا شوق پیدا ہوتا ہے اور نہ علمی قابلیت۔ ان کا مقصد صرف ڈگری لینا ہوتا ہے اور وہ عین وقت پر کچھ رٹ رٹا کے اور کچھ غلط اصولوں کی مدد سے امتحان پاس کر لینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اس بنیادی خرابی کو دور کرنے کے لیے سیمسٹر سسٹم اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا، مگر ہماری بیشتر یونیورسٹیوں نے ابھی تک اس پر عمل نہیں کیا۔ تعلیمی اصلاح کے سلسلہ میں ایسی تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں جو بہت مفید اور موثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسائل پر غور کر کے مفید اور موزوں تجاویز پر فوراً عمل کیا جائے اور یہ صرف فائلوں کی زینت نہ بنی رہیں۔

طلبا میں علم کا شوق پیدا کرنے اور علمی قابلیت بڑھانے میں استاد کا حصہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن حال یہ ہے کہ ہمارے اساتذہ بھی اپنی تقدیر سے نالاں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ معاشرے میں ان کو وہ مرتبہ اور خوش حالی میسر نہیں، جس کے وہ حقدار ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ استاد اپنی زندگی کو درس و تدریس کے لیے وقف کر دینے کے بجائے اپنی معاشرتی اور اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی تدبیروں میں مصروف رہتے ہیں۔ اسلامی اخلاق و شائستگی، استاد کا احترام، استاد و شاگرد میں قریب ترین ربط، علم سے محبت اور علم حاصل کرنے کے لیے زبردست جدوجہد ہمارے بزرگوں کی امتیازی خصوصیات رہی ہیں جو ہمارے موجودہ نظامِ تعلیم میں مفقود ہو گئی ہیں۔ علم سے محبت اور شفقت و اطاعت کی جگہ گروہ بندی اور سیاسی کشمکش نے لے لی ہے اور ہنگامہ آرائی اور جبر و تشدد سے مطالبات منوانے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے ناسازگار حالات میں علمی ترقی نہیں ہو سکتی۔ موجودہ تعلیمی انحطاط کو روکنے اور تعلیمی ترقی کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان تمام خرابیوں کا سدِ باب کیا جائے جو اس راستے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں اور تعلیمی اصلاح و ترقی کی تجاویز کو عملی شکل دینے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں تاکہ موجودہ تعلیمی انحطاط دور ہو اور ہمارا معیارِ تعلیم بھی ترقی یافتہ ممالک کے معیار کے مطابق ہو جائے۔

(رزاقی)

جناب احمد ندیم قاسمی

نعت

دنیا ہے ایک دشت، تو گلزار آپ ہیں
اس تیرگی میں مطلعِ انوار آپ ہیں
یہ بھی ہے سچ، کہ آپ کی گفتار ہے جمیل
یہ بھی ہے حق، کہ صاحبِ کردار آپ ہیں
ہو لاکھ آفتابِ قیامت کی دھوپ تیز
میرے لیے تو سایۂ دیوار آپ ہیں
یہ فخر کم نہیں کہ میں ہوں جس کی گردِ راہ
اس قافلے کے قافلہ سالار آپ ہیں
دربارِ شہ میں بھی میں اگر سرکشیدہ ہوں
اس کا ہے یہ سبب، مرا پندار آپ ہیں
مجھ کو کسی سے حاجتِ چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز، کہ غمخوار آپ ہیں
مجھ پہ بہ جرمِ غربت و دامن دریدگی
سب لوگ خندہ زن ہیں تو گلبار آپ ہیں
ہے میرے لفظ لفظ میں گر حسن و دلکشی
اس کا یہ راز ہے، مرا معیار آپ ہیں
انسان مال و زر کے جنوں میں ہیں مبتلا
اس حشر میں ندیمؔ کو درکار آپ ہیں